

اسرائیل-غزہ تنازعہ: جنگ بندی کی تجویز کی منظوری کے بعد دنیا کو کیا توقع کرنی چاہیے؟

افشین اختر
(مصنفہ سینئر صحافی ہیں۔ جانچ میڈیا گروپ کی ایڈیٹر اور کالم نگار ہیں)

اسرائیل غزہ تنازعہ میں جنگ بندی کی تجویز کے بعد، دنیا مندرجہ ذیل پیش رفتوں اور تحفظات کی توقع کر سکتی ہے:

انسانی امداد کی کوششیں: بین الاقوامی تنظیمیں اور انسانی ہمدردی کے ادارے ممکنہ طور پر غزہ اور اسرائیل میں متاثرہ شہریوں کو فوری امداد فراہم کرنے پر توجہ مرکوز کریں گے۔ اس میں تصادم کے نتیجے میں پیدا ہونے والے انسانی بحران سے نمٹنے کے لیے خوراک، طبی سامان، پناہ گاہ اور دیگر ضروری امداد کی فراہمی شامل ہو سکتی ہے۔

تعمیر نو اور بحالی: تنازعات کے دوران تباہ ہونے والے انفراسٹرکچر کی تعمیر نو اور بحالی کی کوششیں ترجیح ہوں گی۔ اس میں گھروں، سکولوں، ہسپتالوں، پانی کی سہولیات، اور دیگر اہم بنیادی ڈھانچے کی مرمت شامل ہے تاکہ معمول کی بحالی اور متاثرہ آبادی کے حالاتِ زندگی کو بہتر بنایا جا سکے۔

سفارتی اقدامات: تنازعات کے دیرپا اور پائیدار حل کے حصول کے لیے سفارتی کوششیں تیز ہونے کا امکان ہے۔ بین الاقوامی اداکار، بشمول اقوام متحدہ، علاقائی تنظیمیں، اور اہم اسٹیک ہولڈرز، بنیادی شکایات کو دور کرنے، مفاہمت کو فروغ دینے، اور مستقبل میں تشدد کے بڑھتے ہوئے واقعات کو روکنے کے لیے ثالثی اور بات چیت میں شامل ہو سکتے ہیں۔

سلامتی اور استحکام: تشدد کی بحالی کو روکنے کے لیے خطے میں سلامتی اور استحکام کو برقرار رکھنے پر توجہ دی جائے گی۔ اس میں امن مشن، جنگ بندی کی نگرانی کے طریقہ کار، اور تنازعات کی بنیادی وجوہات کو حل کرنے کی کوششیں شامل ہو سکتی ہیں، جیسے شکایات کا ازالہ کرنا اور شمولیتی سیاسی عمل کو فروغ دینا۔

امن مذاکرات کی بحالی: اسرائیل اور فلسطینی دھڑوں کے درمیان یروشلم کی حیثیت، فلسطینی پناہ گزینوں کی واپسی کا حق، اور اسرائیل کے شانہ بشانہ ایک قابلِ عمل فلسطینی ریاست کے قیام سمیت دیرینہ مسائل کو حل کرنے کے لیے دوبارہ امن مذاکرات شروع کرنے کی نئی کوششیں ہو سکتی ہیں۔ اس سلسلے میں مذاکرات اور گفت وشنید کے لیے بین الاقوامی حمایت اور حوصلہ افزائی بہت اہم ہوگی۔

مفاہمت اور اعتماد سازی: تنازعات سے متاثرہ کمیونٹیز کے درمیان مفاہمت اور اعتماد سازی کو فروغ دینے کے لیے اقدامات طویل مدتی امن اور استحکام کے لیے ضروری ہوں گے۔ اس میں نچلی سطح پر مفاہمت کی کوششیں، اعتماد سازی کے اقدامات، اور اسرائیلیوں اور فلسطینیوں کے درمیان بات چیت اور افہام وتفہیم کو فروغ دینے کے اقدامات شامل ہو سکتے ہیں۔

تنازعے کے بنیادی وجوہات کا ازالہ: پائیدار امن کے حصول کے لیے تنازعات کے بنیادی اسباب بشمول زمین، وسائل، نظم ونسق اور انسانی حقوق سے متعلق مسائل کو حل کرنا ضروری ہوگا۔ اس کے لیے پسماندہ کمیونٹیز کی سماجی، اقتصادی اور سیاسی شکایات کو دور کرنے، انسانی حقوق اور

بین الاقوامی قانون کے احترام کو فروغ دینے اور تنازعات اور عدم استحکام کے بنیادی محرکوں سے نمٹنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ مجموعی طور پر، اسرائیل-غزہ تنازعہ میں جنگ بندی کی تجویز کے بعد، دنیا فوری طور پر انسانی ضروریات کو پورا کرنے، تباہ شدہ بنیادی ڈھانچے کی تعمیرِ نو، سفارتی حل تلاش کرنے اور پائیدار امن کے لیے کام کرنے کے لیے مشترکہ کوششوں کی توقع کر سکتی ہے جو کہ غزہ تنازعہ کی بنیادی وجوہات کو حل کرے۔

نیتن یاہو کی حکومت کا خاتمہ: اس جنگ بندی کے نتیجے میں اسرائیلی وزیراعظم نیتن یاہو کی مخلوط حکومت کا خاتمہ بھی ممکن ہے جس کیخلاف عالمی عدالت انصاف میں جنگی جرائم کا مقدمہ چل رہا ہے۔ بعض عالمی تجزیہ نگار توقع کر رہے ہیں کہ جس دلچسپی اور تسلسل سے عالمی عدالت انصاف کے ججز مقدمہ سن رہے ہیں تو عین ممکن ہے کہ کسی مرحلے پر نیتن یاہو کی گرفتاری کے احکامات بھی سامنے آجائیں گے کیونکہ اقتدار کے خاتمے کے بعد انہیں وہ تحفظ حاصل نہیں ہوگا جو کسی سربراہ حکومت کو عالمی قوانین اور ملکی قوانین کے تحت حاصل ہوتا ہے۔



اقوام متحدہ کی پریمئر حیثیت کی بحالی: دوسری طرف اقوام متحدہ کی پریمئر حیثیت بھی اس جنگ بندی کے باعث بحال ہوگی جس کی مستقل ناکامیوں پر دنیا اسے ایک بے وقعت عالمی ادارہ سمجھنے لگی تھی جبکہ عالم اسلام کو بھی یہ سمجھنے کا موقع ملے گا کہ بطور اُمت واحدہ ان کی حیثیت اور قوت کیا ہے۔ کیا اسلامی دنیا کی کوئی عالمگیر حیثیت باقی رہ گئی ہے۔ اور اگر نہیں تو اسے کیسے بحال کیا جا سکتا ہے۔ عالمی سیاست میں اُمت مسلمہ کس درجے پر پہنچ گئی ہے۔

بعض مغربی تجزیہ نگاروں نے جنگ بندی کی قرارداد نمبر ۲۷۲۸ کی زمینی حیثیت کو یکسر مسترد کر دیا ہے۔ اور خدشے کا اظہار کیا ہے کہ اسرائیلی حکومت ایک بار پھر جنگ کرے گی اور اس بار اس کا ہدف رفح ہوگا جو اس وقت غزہ کے تباہ حال شہریوں کی آخری پناہ گاہ ہے۔ اسرائیل



اپنی مکمل فتح کے لئے رفح پر حملے کرے گا اور اسکی کوشش ہوگی کہ بچے کچے فلسطینی مصر کی طرف دھکیل دیئے جائیں جس کے بعد وہ دنیا سے اپنی شرائط پر فیصلہ کن مذاکرات کی پوزیشن میں ہوگا۔ اگر اقوام متحدہ کی قرارداد کے متن کو پڑھا جائے اور اس کی منظوری کے لئے کئے جانے والی کوششوں کا جائزہ لیا جائے تو سمجھ آئے گی کہ عالمی قوتوں نے اپنی سیاست کے لئے اس اہم ترین مسئلے کو کس قدر ٹالا۔ امریکا نے تو اس قرارداد کے متن پر ہمیشہ اسرائیل کا ڈٹ کر ساتھ دیا اور اس وقت جب یہ قرارداد منظور ہوئی تو امریکا نے اس اجلاس میں عدم شرکت کر کے اپنا وزن ایک بار پھر اسرائیل کے پلڑے میں ڈال دیا۔

یو این ایس سی کی قرارداد ۲۷۲۸ کیا کہتی ہے، اور اس کی کیا اہمیت ہے؟

قرارداد میں تین مطالبات کیے گئے ہیں: ۱)۔ رمضان کے مہینے کے لیے فوری جنگ بندی جس کا احترام کرتے ہوئے تمام فریقین ایک پائیدار جنگ بندی کا باعث بنیں'' ۲)'' ۔ تمام یرغمالیوں کی فوری اور غیر مشروط رہائی؛ ۔ اور ۳)''پوری غزہ کی پٹی میں شہریوں کے تحفظ کے لیے انسانی امداد کے بہاؤ کو بڑھانے اور ان کو تقویت دینے کی فوری ضرورت" پر زور دیتا ہے۔ یہ قرارداد سلامتی کونسل کے ۱۰ غیر مستقل ارکان نے پیش کی تھی، اور اسے ۱۴-۰ کے ووٹوں سے منظور کیا گیا تھا، جس میں امریکہ کی جانب سے قابل ذکر عدم شرکت تھی۔

غزہ میں زمین پر اثرات کے لحاظ سے، قرارداد کا کوئی حقیقی اثر نہیں ہے۔ اسرائیلی وزیر خارجہ اسرائیل کاٹز نے فوری طور پر سوشل میڈیا پر یہ

کہا کہ "اسرائیل فائر نہیں کرے گا۔" بلکہ، اقوام متحدہ کی قراردادیں اکثر "ویدر ویز" کے طور پر زیادہ اہم ہوتی ہیں- یہ بتانے کا ایک ذریعہ کہ سیاسی ہوائیں کہاں چل رہی ہیں۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے ۱۴ موجودہ اراکین (الجزائر، چین، ایکواڈور، فرانس، گیانا، جاپان، مالٹا، موزمبیق، روس، جنوبی کوریا، سیرالیون، سلووینیا، سوئٹزرلینڈ اور برطانیہ) کے لیے قرارداد میں زبان پر اتفاق کرنے کے لیے، اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ- جو کہ طویل عرصے سے اقوام متحدہ میں اسرائیل کا کٹر محافظ رہا ہے- پر ہیز کرنے کے لئے، کم از کم، جنگ میں وقفے تک پہنچنے کی رفتار اور دباؤ کے بارے میں کچھ کہتا ہے۔ ایک اہم زمینی حقیقت یہ ہے کہ فلسطینیوں کے اصل علاقے غزہ کو اس قدر بمباری کا نشانہ بنایا گیا کہ اس وقت غزہ صرف ایک ملبے کا بڑا ڈھیر ہے اس ملبے کو اٹھانے کے لئے کئی سال درکار ہیں۔ جبکہ ایک پورا نیا شہر پھر سے بسانے کے لئے دس سال بھی کم ہونگے۔ ایسی صورت میں کہ اسرائیل کچھ عرصہ بعد دوبارہ فلسطین میں جنگ چھیڑ دے اور رفح میں باقاعدہ منظم جنگ شروع کر دے اور مکمل فتح کے لئے بچے کچے فلسطینیوں کو مصر کی طرف دھکیلنے میں کامیاب ہو جائے تو پھر وہ دنیا سے اپنی شرائط پر مذکرات کے لئے آمادہ ہو جائے گا۔ اقوام متحدہ کی قرارداد اسے روکنے کے لئے کافی نہیں قرارداد کا متن اتنا جاندار نہیں اسی لئے امریکا نے اس بار قرارداد منظور ہونے دی اور خود غائب رہا۔

